تقلید کے شکار

عمران علی مظاہری



فہرست عنوانات

حرفے چند

حامداً ومصلیا

یہ کوئی مستقل کتاب نہیں، بلکہ کتابچہ بھی نہیں محض ایک مختصر سا مضمون ہے، جو میرے مشفق وکرم فرما جناب حافظ ادریس صاحب قریشی ندوی کے حکم پر تحریر کیا گیا، انھوں نے ایک ویڈیو کلپ بھیجا، جو اہل حدیث کے تعارف پر مبنی ہے، حافظ صاحب نے مجھ سے اس کا جواب آڈیو فورمیٹ میں بنانے کو کہا تھا، میں نے اس کا یہ جواب آڈیو میں ہی بھیج دیا تھا، پھر محسوس ہوا کہ اس مضمون کو کتابچہ کی شکل میں محفوظ کرنے سے اس کا فائدہ بھی دوچند ہوگا اور انشاء اللہ یہ دیر پا بھی رہے گا، اسی احساس کے پیش نظر اس کا یہ ایڈیشن شائع کر دیا۔

اہل حدیث کے تعارف پر مبنی یہ ویڈیو مکرمی جناب شیخ عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم سامرودی کا ہے جو کراچی کے بروج انسٹی ٹیوٹ میں تفسیر وحدیث کے استاذ ہیں، مجھے بروج کی نجی ویب سائٹ پر تو یہ ویڈیو نہیں ملی، البتہ بروج انسٹی ٹیوٹ کے یوٹیوب چینل پر یہ ویڈیو سوال وجواب کے عنوان سے تقریباً دس منٹ کی موجود ہے، پونے سات منٹ میں انھوں نے اہل حدیث کا تعارف بیان کیا ہے، اس مضمون اسی پر چند گذارشات پیش کی گئی ہیں۔

آڈیو والی گفتگو میں چند ترامیم واضافات بھی کئے گئے ہیں، لیکن ان سے نفس مضمون پر کوئی بڑا فرق نہیں پڑا، کتاب کی سیٹنگ، یا کسی جملے کی وضاحت کیلئے ان کو بڑھایا گیا ہے کتاب کی زبان وبیان سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کا مقصد شیخ حنان صاحب دامت برکاتہم پر تنقید برائے تنقید نہیں، بلکہ ایک اصولی گفتگو ہے، میں خود بین المسالک وسعت ذہنی کا حمایتی ہوں، مسلک کے سلسلے میں تشدد یا جمود کو، حدیث کے مقابلے میں تقلید کے لزوم کو غلط ناجائز وحرام سمجھتا ہوں، دین کا اصل سرچشمہ قرآن وسنت کو قرار دیتا ہوں، فقہ کو اسی تصریح کہتا

ہوں، نہ کہ دین حنیف کی کوئی الگ شق، فقہ اور فقیہوں کے تمام دعوؤں اور موقفات کو اسی ترازو میں تولنا لازم سمجھتا ہوں، اسی معیار پر پرکھنے کو واجب جانتا ہوں، اور جہاں وہ اس معیار سے الگ ہوتے ہوں وہاں خود بھی ان سے علیدگی اختیار کرنا فرض سمجھتا ہوں، لیکن اس سلسلے میں تقلید کو قطعاً راہ نہیں دیتا، یعنی میں کسی دوسرے کے کہہ دینے بھر سے اپنے موقف سے نہیں ہٹتا بلکہ خود احادیث کا تتبع کرتا ہوں۔

ہاں میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ یہ کام ہر شخص کا نہیں ہے کہ وہ مکمل علم حدیث حاصل کر کے خود مجتہد بنے، یہ امر ممکن بھی نہیں، ضروری بھی نہیں اور مفید تو قطعاً نہیں، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام ایک دوسرے سے مسائل معلوم کیا کرتے تھے، اور صحابۂ کرامؓ کی جماعت میں بھی ہر شخص نہ تو فقیہ تھا، نہ مفسر اور نہ محدث، ان کے الگ الگ میدان تھے، کوئی جنگی میدان کا شہسوار تھا، کوئی امن وصلح میں فنکار، کوئی تجارت کے میدان کا ماہر تھا، کوئی زہد وریاضت میں طاق، کوئی وعظ وتقریر میں جادو جگاتا تھا، تو کوئی شعر وشاعری میں مشاق، کوئی علمی میدان میں بے نظیر تھا، تو کوئی سیاسی تدابیر میں بے مثال، پھر علمی میدان والوں کی بھی الگ الگ فیکلٹیاں تھیں، بعض علم تفسیر میں ممتاز تھے، بعض علم فقہ میں، بعض حفظ حدیث میں نرالے تھے، بعض علم قرأت میں یکتا، تو کوئی قضا میں لا جواب تھا، ان تمام لوگوں کا مرجع وماویٰ ایک ہی تھا، ذات رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، یہ سب اسی ایک سرچشمہ سے نکلنے والی دھاریں تھیں، سب ایک دوسرے سے استفادہ کرتے تھے، ایک دوسرے کو مانتے تھے، سراہتے تھے۔

معلوم ہوا کہ جس طرح قرآنی علوم زمانۂ رسالت سے چلے آرہے ہیں اسی طرح ایک دوسرے سے استفادہ کا رواج وطریقہ بھی اسی وقت سے چلا آرہا ہے، اور اسی کا نام تقلید ہے، اگرچہ یہ نام اس وقت نہیں تھا، نہ اس وقت چار امام تھے، نہ چار حدیث، لیکن اس کا مطلب یہ

ہر گز نہیں کہ اس وقت یہ عمل بھی موجود نہ ہو، نام کے ساتھ موسوم ہونا، ترتیب کے ساتھ مرتب ہونا، اور تدوین کے لحاظ سے مدون ہونا، یہ سب بعد میں ہوا، بعد میں ہی حنفی بنے، شافعی بنے، اور بعد میں ہی وہابی بھی پیدا ہوئے، نام اور اپنے مدون اصولوں کے ساتھ ان کے یہ الگ الگ گروہ یقیناً بعد میں بنے، لیکن تمام کی اصل وہی ہے، سر چشمہ وہی ہے، البتہ جو اس سلسلے میں تشدد کرے، دوسروں کی تنقیص کرے، ان کی تحقیر کرے، دوسرے کے مسلک کو سیدھا سیدھا بے دینی کہے، حدیث کے خلاف، سنت سے دور قرار دے، جیسا کہ آج کل کے اکثر نجدی علماء وعوام کررہے ہیں، تو وہ یقیناً راہِ صواب سے دور ہے، چاہے وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو، اور کیسا ہی خوبصورت نام کیوں نہ اختیار کرلے۔

حالانکہ تقلید سے مبرا کوئی نہیں، ہاں ائمہ کرام کی تقلید سے ضرور دامن جھاڑ سکتے ہیں، لیکن تقلید کا مسئلہ عقائد کے اندر شامل نہیں، ہم نہیں کہہ سکتے کہ جو شخص تقلید کو ناجائز کہتا ہے اسکے ایمان میں کوئی کمی ہے، لیکن ہم یہ بھی نہیں مان سکتے کہ جو ائمہ کرام میں سے کسی کی تقلید کرتا ہے وہ مومن نہیں رہتا، یا وہ بے دین ہوجاتا ہے، یا اسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا احادیث کا مخالف کہا جانا چاہئے، یہ تمام باتیں لغو اور امت میں خلفشار و فتنہ کا سبب ہیں، مسالک کے درمیان اختلاف ہوجانا بالکل فطری امر بلکہ ایک ناگزیر ضرورت ہے، اور یہ اختلاف امت کیلئے رحمت ہے، لیکن ایسا اسی وقت تک ہے جبکہ یہ اختلاف بغض وعناد، فتنہ وفساد تک نہ پہنچے، جب تک علمائے کرام ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرتے رہیں، اور اختلاف کو ایماندارانہ طور پر، خالص دینی فکر کے تحت قائم رکھیں، اس میں نہ اپنی ہٹ دھرمی کو جگہ دیں، نہ کسی سے خدا ناواسطے عناد کو عمل میں لائیں، علمائے امت کے لئے کرنے کے اور بہت سے کام ہیں، ان میں ہی اپنی صلاحیت و وسائل کو صرف کریں، نہ کہ امت کے درمیان اختلاف کی آگ دہکانے میں۔

یہ مختصر کتابچہ اسی جذبہ کے تحت رقم کیا گیا ہے کہ اسلاف کی طرح ہم ایک دوسرے کا احترام کریں، ایک دوسرے کے اختلاف کا بھی احترام کریں، اختلاف کو قبول کریں، اسی کا نام باہمی اتحاد ہے، عدم اختلاف کا نام اتحاد نہیں ، بلکہ وجود اختلاف کے باوجود باہم دست وگریبان نہ ہونے کا نام اتحاد ہے، اللہ تعالیٰ اس مختصر کاوش کو قبول فرمائے ، اورامت مسلمہ کے علمائے کرام کو باہم شیر وشکر فرمادے۔آمین

والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله وصحبه أجمعين

عمران علی مظاہری

۲۵/شعبان ۱۴۴۲ھ،۸/اپریل۲۰۲۱م

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل حدیث؟

الحمد لله نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهد الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه وسلم تسليما. اما بعد!

سب سے پہلے آپ نے کہا: ’’ کہتے ہیں کہ آپ اہل حدیث ہیں، تو آپ کہئے کہ سب مسلمان اہل حدیث ہیں، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو ماننے والے، جو کہے کہ میں اہل حدیث نہیں ہوں تو پھر وہ کون ہے؟ کون سا مسلمان ہے؟

و باللہ التوفیق، ہم کہتے ہیں کہ صاحب اگر اس اعتبار سے دیکھیں تو تمام مسلمان اہل حدیث سے بھی پہلے اہل قرآن ہیں، کیونکہ سب کے سب قرآن کو ماننے والے ہیں، اگر وہ لوگ جو احادیث کو نعوذ باللہ کوڑے کا ڈھیر بتاتے اور خود کو اہل قرآن کہتے ہیں یہی دلیل دیکر کہنے لگیں کہ سب مسلمان اہل قرآن ہیں، تو آپ یقیناً ان کی تردید کریں گے، فقہ میں اس مغالطہ بازی کا نام کلمۃ الحق یرید بہا الباطل، رکھا گیا، یعنی ایسی حق بات جس سے اپنے باطل کا الوسیدھا کیا جائے، یہی معاملہ یہاں بھی ہے، جبکہ یہاں لفظی تحقیق پر سوال نہیں کیا جا رہا، بلکہ

اس خاص فرقہ کے بارے میں کیا جارہا ہے جو خود کو اہل حدیث کہتا ہے، ورنہ آپ کے سوال کے جواب میں ہم کیوں نہ کہیں کہ ہم حنفی مسلمان اس لئے ہیں کیونکہ ہم دین حنیف کے پیروکار ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' أَحَبُّ الدِّينِ إِلَى اللَّهِ الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ'' اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اور محبوب دین، دین حنفی ہے جو آسان ہے، اور یہ بات آپ والی سے زیادہ سچی اور حق ہے۔

امام ابو حنیفہؒ

آپ نے فرمایا: کہتے ہیں کہ جی ہم تو حنفی ہیں، تو حنفی کا مطلب کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ پر کوئی کتاب نازل تو نہیں کی تھی، وہ نبی تو نہیں تھے؟

وباللہ التوفیق، ہم کہتے ہیں کہ یقیناً آپ نے صحیح فرمایا، امام ابو حنیفہ نبی نہیں تھے، اگر کوئی ان کو نبی مانتا ہو تو یقیناً کافر ٹھہرے گا، پوری اسلامی تاریخ میں کوئی ایک قول بھی کسی عالم کا آپ ایسا پیش فرمائیں جو یہ ثابت کر سکے کہ کسی حنفی عالم نے ان کو نبی یا نبی کے برابر قرار دیا ہو، تو پھر ایک ایسا مفروضہ آپ کیوں پیش کر رہے ہیں جس کا تذکرہ تک نہیں؟

آپ نے کہا: ''وہ تو ایک عالم تھے، ایک امام تھے، انھوں نے دین کو جتنا سمجھا وہ لوگوں کو پیش کیا اس میں غلطی اگر ہے، تو ہم اس کو چھوڑ کر حدیث کو مانیں، یہ ہے اہل حدیث''

وباللہ التوفیق، ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے آپ نے ان کو ایک عالم مانا، جنھوں نے دین کو جتنا سمجھا وہ پیش کیا، یقیناً اس میں غلطی کا امکان ہے، جیسا کہ آپ نے فرمایا، لیکن ظاہر ہے کہ کچھ مسائل تو انھوں نے بقول آپ کے بھی صحیح بتائے ہیں، تو آپ یہ واضح فرمائیں کہ وہابی حضرات نے امام ابو حنیفہؒ کے کتنے مسائل کو صحیح قرار دیکر اپنی فقہ میں ان کے امتنان و وضاحت کے ساتھ جگہ دی؟ یہاں تو صرف امام ابو حنیفہ کے مخالف مسائل کی گرم بازاری ہے، میری

درخواست ہے کہ آپ نے جس متانت، سنجیدگی اور انشاء اللہ خلوص سے یہ ویڈیو بنائی ہے، اسی طرح ایک ویڈیو ایسے مسائل پر بھی بنا دیجئے جو فقہ حنفیؒ سے درست قرار دیکر آپ حضرات نے اختیار فرمائے ہوں، اس سے انشاء اللہ بہت ہی زیادہ فائدہ ہوگا، دوسرے بھی جو سنجیدہ قسم کے وہابی علما ہیں ایسا کریں تو بہت عمدہ روایت نکلے۔

آپ کہتے ہیں: ہم امام ابوحنیفہ کی شان میں گستاخی نہیں کرتے، بلکہ اس کو کبیرہ گناہ سمجھتے ہیں، ہم امام ابوحنیفہ، امام شافعی امام مالک، امام احمد ابن حنبل چاروں اماموں بلکہ سارے علماء کو مانتے ہیں، لیکن کسی کو اپنے لئے ایک خاص نہیں کرتے، اس کی تقلید اپنے لئے لازم نہیں کرتے کہ یہ اسلام میں جائز نہیں ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے سابقہ کسی پیغمبر کی اطاعت لازم نہیں ہے، تو پھر کسی امتی کی تقلید کیسے لازم ہو جائے گی؟

اطاعت اور تقلید میں فرق

وباللہ التوفیق، ہم کہتے ہیں کہ آپ نے اس عبارت میں سابقہ پیغمبروں کی اطاعت کو ناجائز بتایا، لیکن اس سے استدلال تقلید کے ناجائز ہونے پر کر دیا، اطاعت اور تقلید حالانکہ دونوں بالکل الگ الگ چیزیں ہیں، اور ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اطاعت میں چون و چرا کا سوال نہیں ہوتا، پرکھ نہیں کی جاتی، صرف تسلیم و تعمیل ہوتی ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی فرمان کے متعلق کسی امتی کے لئے قطعاً جائز نہیں کہ وہ اسے کسی دوسرے معیار یا کسوٹی پر پرکھے، جبکہ تقلید میں ائمۂ کرام کے اقوال کو کتاب وسنت کی کی میزان میں تولا جاتا ہے، اور امت کے جید علما، فقہا، اور مجتہدین ہمیشہ یہ کام سرانجام دیتے رہے ہیں، جہاں بھی امام کا قول کتاب وسنت سے کھسکا ہوا ملتا ہے اس سے فوراً رجوع کیا جاتا ہے، اگر آپ کہیں تو ایسے کئی درجن مسائل بتائے جا سکتے ہیں جن میں احناف رحمہم اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک

سے رجوع کیا، اسی طرح دوسرے ائمہ کرام اور ان کے متبعین کا بھی حال ہے، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ہمارے علمائے کرام نے یہ ترازو ہر کس وناکس کو اٹھائے پھرنے کی اجازت نہیں دی، جبکہ نجدی علمائے کرام نے اسے ایسی ہلکی چیز بتادیا کہ جو شخص الف سے اللہ پڑھنا نہیں جانتا وہ بھی ائمۂ کرام کی گوشمالی کرسکتا ہے، بس آپ کی اور ہماری تقلید میں یہی فرق ہے، ورنہ آپ بھی صرف اور صرف تقلید ہی کرتے ہیں، بھلے امام ابوحنیفہ کے بجائے دوسرے کم تر درجہ کے علما کی کرتے ہیں، وہ شیخ البانیؒ ہوں یا شیخ محمد بن عبدالوہاب جن کی تقلید کی وجہ سے آپ کو وہابی کہا جاتا ہے، یا کوئی اور، آپ کسی طور بھی ثابت نہیں کرسکتے کہ آپ کا کام بنا تقلید چلتا ہے۔

مشاہدہ ہے کہ ایک شخص جس نے نہ قرآن پڑھا نہ قرآنی علوم، نہ حدیث پڑھی نہ دیکھی، وہ آج ہی نجدی بنتا ہے اور چند گھنٹوں کے بعد ائمۂ کرام پر اچھی خاصی تنقید کا مجاز بن جاتا ہے، اسے رفع یدین، آمین، کے مسائل کی تمام بحثیں ازبر ہوجاتی ہیں، بخاری شریف کا نام یاد ہوجاتا ہے، اور اسے پتہ چل جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ تو عربی بھی نہیں جانتے تھے، اس لئے ان پر تنقید بلا تکلف کی جاسکتی ہے، بھلے ہی یہ نقاد خود اردو بھی نہ جانے، ظاہر ہے کہ یہ سارا علم تقلید پرستی سے حاصل ہوا ہے، جو تقلید کا گھٹیا ترین درجہ ہے، یہ کلی طور پر جامد ترین تقلید ہے، ایسی تقلید جس میں مقلد خود کو غیر مقلد کہتا ہے، ماموم خود کو امام سمجھتا ہے، ہر مقتدی خود کو مقتداء کی مسند پر متمکن گردانتا ہے، ہاں اس نام سے انکار ہے، آپ کے یہاں تقلید کرنا جرم نہیں، تقلید کا نام لینا جرم ہے، حالانکہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ نام سے کچھ نہیں ہوتا۔

زمانۂ نبوت میں

آپ کہتے ہیں کہ، دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالص دین جو امت پہنچایا تھا وہ قرآن مجید اور حدیثیں ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں یہ چار امام بھی نہیں تھے نہ ان کی فقہ تھی، اس

خالص دین پر عمل کرنے والے لوگ صحابہ کہلائے اور اللہ نے بار بار ان کو جنت کی بشارت دی، اس وقت نہ امام ابوحنیفہ تھے کہ ان کی پیدائش تو سن اسی ۸۰ ھجری میں ہوئی، امام شافعی ایک سو پچاس ہجری میں پیدا ہوئے، اسی طرح امام احمد ابن حنبل اور امام مالک وغیرہ، تو یہ سب دوسری صدی ہجری کے بعد ان کا دنیا میں وجود آیا''

وباللہ التوفیق، ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے دور میں جس طرح حضرت امام ابوحنیفہ نہیں تھے، اسی طرح امام بخاری بھی نہیں تھے، امام مسلم بھی نہیں تھے، ان کی حدیثوں کو کس بنیاد صحیح کی وجہ سے آپ نے مرجع اور مستدل تسلیم کیا ہے؟ نجدی عوام بات بات میں بخاری کا نام لیتے ہیں، جبکہ امام بخاریؒ امام ابوحنیفہ کے بھی بعد ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے، تو حدیث میں آپ تقلید کیوں کرتے ہیں؟ جبکہ آپ نے فرمایا کہ تقلید تو کسی انسان کی جائز ہی نہیں، اب وہ تقلید چاہے فقہ میں ہو یا حدیث میں، چاہئے کہ ہر امتی ہر ایک حدیث کی چھان بین اپنے طور پر کرے، اس کے رجال کو اپنے معیار پر پرکھے، اور اس سلسلے میں حافظ ابن حجر، امام حاکم، یحیی بن معین، ابن قطان، ابن حنبل، ابن مبارک رحمہم اللہ وغیرہ کی تقلید بالکل نہ کرے، کہ یہ تو جائز ہی نہیں، دین کو سیدھا بلا واسطہ، وہیں سے لائے جہاں سے صحابۂ کرام نے لیا، اگر یہ ممکن ہو تو بے شک آپ کو یہ کہنے کا حق ہوگا کہ تقلید جائز نہیں، آپ نے قرآن وحدیث کا نام لیتے ہوئے باقاعدہ کتاب ہاتھ میں لیکر اشارہ فرمایا، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو حدیث کی کون سی کتاب عطا فرمائی تھی؟

تقلید کا فتنہ

آپ نے فرمایا: ''اور شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ چار سو سال کے بعد دنیا میں یہ فتنہ پیدا ہوا کہ لوگ ان چار میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص کرنے لگے، کہ میں حنفی ہوں میں شافعی

ہوں میں مالکی ہوں میں حنبلی ہوں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کسی پر لازم نہیں کیا کہ وہ کسی امتی کی تقلید اپنے اوپر لازم کر کے کسی ایک کا پابند ہو جائے۔''

وباللہ التوفیق، ہم کہتے ہیں کہ اول تو حضرت شاہ ولی اللہ کے یہ الفاظ نہیں ہیں، شاہ صاحبؒ نے الانصاف، فی بیان اسباب الاختلاف کے نام سے چاروں فقہوں کے باہمی اختلافات کے اسباب پر نہایت عمدہ کتاب تصنیف فرمائی، اس میں ان ائمہ کرام اوران کی فقہ کو مکمل طور پر خراج تحسین پیش کیا ہے، ان کے درمیان جو اختلافات ہیں، ان پر نہایت عمدہ تطبیق پیش کی ہے۔

دوسرے یہ کہ آپ شاہ ولی اللہ کا نام بھی کیوں لے رہے ہیں،؟ یہ بھی تو تقلید ہے کہ جو شاہ صاحب نے کہا آپ بھی کہنے لگے، آپ صرف اپنی بات کہئے، اپنے دلائل پیش کیجئے، شاہ صاحب کوئی نبی تو نہیں تھے ان پر کتاب تو نازل نہیں ہوئی تھی، جب آپ کے یہاں کسی پر اعتبار واعتماد کا معیار یہی ہے کہ اس پر کتاب نازل ہوئی ہو، یا وہ کم سے کم نبوت سے سرفراز ہوا ہو تو پھر شاہ ولی اللہ کا نام کیوں لیتے ہو؟ البانی کو کیوں امام بتاتے ہو؟ جس حدیث کو وہ صحیح کہدیں تم بھی صحیح قرار دے دیتے ہو، کیا آپ بتائیں گے کہ اس کا نام آپ نے کیا رکھا ہوا ہے، ظاہر ہے کہ تقلید نہیں رکھا ہوگا؟ حیف ہے آپ کے اس رویہ پر، افسوس ہے آپ کے اس دوغلے پن پر، آپ کو صرف امام ابوحنیفہ سے اختلاف یا دشمنی ہے تو کوئی بات نہیں، آپ اس کام کو کرتے رہئے، لیکن اپنے تئیں تقلید نہ کرنے کے فریب کا شکار کیوں ہو رہے ہو؟

تقلید کا خلاصہ

آپ نے فرمایا'' کہتے ہیں کہ میاں یہ تو پھر مفاد پرستی ہے، مفاد پرستی نہیں ہے، بلکہ آپ بیمار ہوں ڈاکٹر کے پاس جائیں اور کہیں کہ میں تو بس ایک ڈاکٹر پر ایمان لایا، اب چاہے مر

جاؤں،بس اسی کی دوائی لونگا،تب تو آپ تھوڑے دن میں اکتا جاتے ہیں ، کہتے ہیں ڈاکٹر صاحب کچھ فرق نہیں پڑ رہا ہے کسی اور کو دکھلائیں گے،دوائی لی دس جگہ پوچھیں گے کہ دوائی صحیح ہے کہ نہیں ،اور شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے،ڈاکٹر مخلصانہ کوشش کرتا ہے،لیکن پھر بھی آپ اس ڈاکٹر کو چھوڑ کر دوسرے ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں ،تیسرے کے پاس جاتے ہیں اور پھر صحیح جہاں سے اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھ دے مطمئن ہو جائیں، کہتے ہیں کہ بس یہ بات ہمارے دل کو لگتی ہے،اس ڈاکٹر کا طرز عمل صحیح ہے،تو علما بھی ڈاکٹر ہیں،اور قرآن وحدیث کے ذریعہ سے انسان کی برائی اور کمزوریوں کو دور کرتے ہیں ۔''

وباللہ التوفیق ہم کہتے ہیں،پہلی بات تو یہ کہ آپ نے یہاں آ کر وہی بات ارشاد فرمادی جو تقلید کا لب لباب ہے،تقلید اسی اعتماد کا دوسرا نام ہے جو آپ نے یہاں ارشاد فرمایا، کہ جس ڈاکٹر کا طرز عمل آپ کے دل کو مطمئن کر چکا ہے، جسے آپ نے ،آپ کے قابلِ اعتماد لوگوں نے پرکھ کر،تول کر، ناپ کر ہر طرح آزما کر دیکھ لیا اوراس کے درست ہونے پر آپ کا دل،آپ کی عقل مطمئن ہوگئی ،بس اس کو اختیار کر لیجئے ،اگر کوئی بیمار اطمینان قلب کے باوجود، ہر کسوٹی پر پرکھنے کے باوجود ڈاکٹر پر ڈاکٹر بدلتا رہے کہ صاحب میں تو کسی ایک کو خاص نہ کرونگا، چاہے وہ جتنا بھی قابل اعتماد ہو، کیسا بھی حاذق ہو، میں تو ایک وقت حکیم عبدالغفور کی دوائی لونگا، دوسرے وقت حکیم کلن کی ، تیسرے وقت ڈاکٹر جمال کی ،اور چوتھے پانچویں وقت خود اپنی تشخیص سے بھی دوائی کھاؤنگا ،تو ایسے مریض کا جو حال ہونا ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ، حیرت ہے کہ آپ خود جو مثال دے رہے ہیں وہ تقلید کے لئے بہت ہی عمدہ استدلال ہے، گویا آپ جسمانی بیماری میں تو تقلید کے قائل ہو رہے ہیں ،لیکن روحانی بیماری میں اسی سے استدلال کرتے ہوئے تقلید کا صرف زبانی انکار کر رہے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ایک ڈاکٹر سے فائدہ نہیں ہوا تو واقعی دوسرے کو دکھلاتے ہیں، لیکن ایسا تو نہیں کہ اس پہلے ڈاکٹر کے خلاف مورچہ کھول کر بیٹھ جائیں؟ اور فتویٰ جاری فرمادیں کہ اس سے ہرگز کسی کو فائدہ نہیں ہوسکتا؟ اس کی مخالفت وتردید میں کتابیں تصنیف کرتے پھریں، سیمینار منعقد کریں، اس کے تجربات ومشاہدات کوردی کی ٹوکری میں پھینک دینے پر اصرار کریں؟

تیسری اور سب سے اہم بات، ڈاکٹر بدلنے پر بھی ڈاکٹر کے ہی پاس جاتے ہیں، ایسا تو نہیں کہ ''القانون، قرابادین یا بیاض کبیر لے کر خود حکیم وطبیب بن بیٹھیں، ان کتابوں سے چند غیر اہم نسخوں کورٹ کر حکیم بوعلی سینا کو طفل مکتب بتانے لگیں، حکیم لقمان کا صرف اس وجہ سے استخفاف کریں کہ انھوں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی تھی، ڈاکٹر ہیملٹن نا کی کو ڈاکٹر ماننے سے انکار کردیں، کیونکہ وہ انگریزی نہیں جانتا تھا، آہ اے علمائے نجدیین! آپ نے امام ابوحنیفہؒ کی عداوت میں بڑی دور چھلانگ لگادی، انھیں حماقتوں کی بناء پر آپ کسی علمی میدان میں اپنا موقف ثابت نہیں کرسکے، مجبوراً آپ کو عوام میں آنا پڑا۔

رائے کا مطلب

آپ کہتے ہیں ''تو جب کوئی عالم کے پاس جائے تو یہ نہ کہے کہ آپ کی کیا رائے ہے، یا امام صاحب کی کیا رائے ہے، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اللہ کا حکم کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کیا ہے؟

وباللہ التوفیق، ہم کہتے ہیں کہ یہ صرف بات چیت کے طور کا فرق ہے، جیسے آپ نے محمدی کا معنی بیان کیا کہ اس کا مطلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ہونا ہے، تو جب کوئی شخص استفتا میں پوچھتا ہے کہ آپ کی کیا رائے ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ شریعت مطہرہ کا حکم اس مسئلہ

کے متعلق آپ کی رائے میں کیا ہے؟ آپ کے مطابق کتاب وسنت کی صحیح رہنمائی کیا ہے؟ یہاں یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ آپ کی ذاتی فکر کیا ہے؟ قرآن وحدیث سے ہٹ کر ہم آپ کی رائے جاننا چاہتے ہیں، یقین جانئے کہ اگر آپ کسی حنفی عالم سے یہ کہیں کہ کتاب وسنت کو کنارے رکھ کر اپنی رائے بتایئے تو وہ آپ کو رائے کے بجائے باہر کا راستہ بتائے گا۔

صحابۂ کرامؓ کا دین

آپ کہتے ہیں ''یہی دین ہے، جسکو اس دور میں صحابہ نے اختیار کیا، کوئی حنفی شافعی مالکی حنبلی نہیں تھے، تابعین نے تبع تابعین نے محدثین نے''

وباللہ التوفیق، ہم کہتے ہیں کہ اول تو اس وقت اہل حدیث سلفی یا وہابی بھی نہیں تھے، کسی صحابی نے اپنے آپ کو اہل حدیث نہیں کہا، سلفی، نجدی یا وہابی نہیں کہا، حالانکہ وہ سب اللہ و رسول اور کتاب وسنت کو ماننے والے تھے، دوسری بات یہ کہ جب آپ کہتے ہیں کہ تابعین تبع تابعین محدثین وغیرہم نے اسی دین کو اختیار کیا، تو پھر کیا وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جو کہ تابعی ہیں ان کو آپ نے اس لائن سے خارج کر دیا، تابعین اور تبع تابعین کا وہی دین اگر ہم اختیار کریں تو مجرم کیوں ہیں؟ صحابۂ کرام کی تقلید تابعین نے، تابعین کی تقلید تبع تابعین نے، تبع تابعین کی تقلید محدثین اور بزرگان دین نے کی، اوران بزرگان دین کی تقلید اسی بنیاد پر ہم کرتے ہیں، اگر کوئی عالم کتاب وسنت سے ہٹ کر اپنی ذاتی رائے سے فتویٰ دیتا ہے تو وہ فتویٰ امت اس کے منہ پر دے مارتی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ صحابۂ کرامؓ کے دور میں وضو، غسل یا نماز وغیرہ عبادات میں نہ فرائض کی کوئی تصریح تھی، نہ واجبات وسنن کی، صحابۂ کرام نے تو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا اسی طرح نماز پڑھ لی، جس طرح وضو کرتے دیکھا وضو کیا، انھیں اس بات کا

کوئی تجسس نہ تھا کہ ان میں کتنے فرائض ہیں اور کتنے مستحبات، جبکہ آپ کی کتابیں ان مسائل اور تصریحات سے بھری پڑی ہیں، ان تصریحات کا کوئی غیر تقلیدی جواز پیش کرنا آپ پر واجب ہے، اور اتنا ہی نہیں بلکہ اس میں اس بات کا اضافہ بھی کر لینا چاہئے کہ جس صحابی نے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی عمل کرتے دیکھا اسی طرح کیا، کسی دوسرے کو ملامت کئے بغیر، جبکہ آپ حضرات کا حال یہ ہے کہ ہر وقت لٹھ اٹھائے پھرتے ہیں۔

امام حرم

آپ کہتے ہیں ''اور الحمد للہ آج بھی سعودیہ عرب میں امام حرم جو نماز پڑھاتے ہیں وہ اسی طرح پڑھاتے ہیں جس طرح حدیث میں ہے کہ رفع الیدین کر کے نماز شروع کرتے ہیں، رکوع میں جانے سے پہلے رفع الیدین کرتے ہیں، سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں، زور سے آمین کہتے ہیں۔''

وباللہ التوفیق، ہم کہتے ہیں کہ پہلی بات تو یہی ہے کہ حرمین شریفین کو آپ کیوں کر دلیل میں لے کر آ سکتے ہیں، جبکہ آپ کتاب وسنت کے باہر کسی چیز کو بھی دلیل کے قابل نہیں مانتے؟ آپ کو خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ شریف مکہ کے دور (۹۶۷ - ۱۹۲۴م) میں کتنی بدعات و خرافات حرمین شریفین میں رائج رہی ہیں، جو اس بات کی مضبوط دلیل ہے کہ تعامل حرمین شریفین کو بطور استدلال پیش کرنا، نامناسب اور کمزوری کی دلیل ہے، دوسری بات یہ کہ اگر بالفرض آپ کی یہ بات درست مان لیں تو پھر آپ کو یہ بتانے کی ضرورت باقی ہے کہ حرمین شریفین میں تراویح کی بیس رکعت پڑھی جاتی ہیں، لیکن آپ آٹھ رکعت پر مصر ہیں، کیوں؟ رہی بات رفع یدین وغیرہ کی، تو یہ مسائل امت کے درمیان صحابۂ کرام کے دور سے مختلف فیہ رہے ہیں، درسگاہوں میں بیٹھ کر ان پر خوب چھان پھٹک ہوتی ہے، تمام دلائل کو پرکھا جاتا ہے اور

جس کو جو دلائل مضبوط لگتے ہیں وہ ان پر عمل کرتا ہے، لیکن یاد رہے کہ ان مسائل میں سدا سے اختلاف ہونے کے باوجود امت کے درمیان یہ مسائل کبھی بھی فتنہ وفساد کا سبب نہیں بنے، ان پر علمی بحثیں ہوتی رہیں۔

یہاں تک کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نجدی (۱۷۰۳-۱۷۹۲م) کے پیروکاروں کا دور آیا، جو حقیقت میں شیخ کے مقلد ہیں، اور حنفیوں سے بھی زیادہ جامد تقلید کرتے ہیں، لیکن خود کو غیر مقلد اور تقلید کو ناجائز کہتے ہیں، انھوں نے آکر اس علمی مباحثہ کو درسگاہ سے نکال کر سڑکوں پر رکھ دیا، کیونکہ علمی مباحثہ میں وہ اپنے کسی بھی معاملہ کو ثابت نہیں کر سکے، اس لئے انھوں نے اسے عوام کے درمیان بحث کا موضوع بنایا، خود شیخ نجدیؒ نے علمائے مدینہ سے مناظرے کئے، لیکن جب علمی طور پر ناکام ہو گئے تو نجدی بدوؤں میں ان علمی اشکالات کو ہوا دی، عوام الناس نے اسے لڑائی اور فتنہ وفساد میں تبدیل کر دیا، نتیجہ ہوا جنگ، بے گناہ مسلمانوں کا قتل، شیخ نجدیؒ سے پہلے اسلام کی گیارہ سو سالہ تاریخ میں ایک بھی جھگڑا فقہی مسلک کی بنیاد پر نہیں ہوا، حالانکہ رفع یدین وغیرہ کے یہ تمام اختلافات ان کے درمیان موجود تھے، لیکن تمام فقہی مسالک ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ ہمارے استاذ نے لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ پر بحث کرتے ہوئے امام داؤد ظاہری رحمہ اللہ کا مسلک بیان کیا، اور نہایت خفیف لہجہ میں کچھ کہا، جسے شاگرد سمجھ نہیں پائے، میں نے بعد میں معلوم کیا کہ آپ نے امام داؤد ظاہریؒ کے بارے میں کیا فرمایا تھا، تو بہت اصرار کے بعد فرمایا کہ میں نے یوں کہا تھا کہ یہاں تو ظاہریت کی انتہا کر دی، یعنی امام داؤد ظاہری کے حق میں یہ بات بھی حضرت استاد محترم ان کی شان میں گستاخی کے زمرے میں سمجھتے تھے، آپ اندازہ کریں ان حضرات کے بین المسالک احترام واکرام کا۔

وہابی کا مطلب

آپ کہتے ہیں ’’یہ چند مسائل کی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ آپ لوگ وہابی ہیں، تو ہم نے سورۂ آل عمرا کی آیت نمبر نو میں پڑھ لیا تھا ’’إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ‘‘ وہاب تو اللہ تعالیٰ ہے، اور ہم اللہ کو ماننے والے ہیں، تو اپنے آپ کو اہل حدیث کہنا ضروری نہیں ہے، بعض لوگ سلفی کہتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں محمدی، یعنی ہم عیسائی نہیں ہیں، نہ ہم موسوی ہیں، ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہیں، تو نام کوئی بھی ہو لیکن بنیادی طور پر ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ دین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکمل ہو گیا، بعد میں آنے والے امتی اور امام پر دین مکمل نہیں ہوا۔‘‘

وباللہ التوفیق، ہم کہتے ہیں کہ دین مکمل ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص ’’الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُم‘‘ پڑھ لے تو بس مکمل دین کو سیکھ لے گا، یا اس آیت کے بعد دین کو سیکھنے اور اس کو سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں، حیرت تو یہ ہے کہ سن اسی ۸۰ میں پیدا ہونے والے امام کے بارے میں تو آپ فرماتے ہیں کہ دین ان پر مکمل نہیں ہوا کہ ان کی تقلید کریں؟ لیکن بارھویں صدی میں پیدا ہونے والے شیخ نجدی کے دور تک کے دین کو آپ عملی طور پر ناقص قرار دیتے ہیں، جیسا کہ آگے آپ کی سورج والی مثال سے واضح ہو جائے گا، آپ ذرا انصاف سے سوچیں کہ آپ کر کیا رہے ہیں؟ یہ کونسا دین ہے؟ اور تقلید کی اس قسم کا نام کیا ہے؟

آپ کہتے ہیں ’’ہاں انھوں نے یقیناً اجتہاد کیا، امت کی رہنمائی کی، جو باتیں اچھی ہیں قرآن وحدیث سے ٹکراتی نہیں ہیں سر آنکھوں پر، ہم مانتے ہیں۔‘‘

وباللہ التوفیق، ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ایسی کچھ باتوں کی فہرست بنا کر امت میں پھیلائیں کہ دیکھو! امام ابوحنیفہؒ کی یہ باتیں قرآن وسنت کے موافق ہیں، لہٰذا ہم تمام وہابی علمائے کرام ان باتوں کو امام صاحبؒ کا احسان مانتے ہوئے اختیار کرتے ہیں، اس سے شاید دوریاں ختم

ہونے میں مدد ملے گی، لوگوں کو معلوم ہوگا کہ وہابی علما کو امام ابوحنیفہ سے بلا وجہ کوئی بیر نہیں ہے، ان کی مخالفت برائے مخالفت نہیں ہے، بلکہ صرف علمی اختلاف ہے، جس کی نہ صرف گنجائش ہے، بلکہ اگر وہ خلوص پر مبنی ہو تو امت کیلئے رحمت ہے۔

روشنی اور اندھیرا

آپ نے فرمایا''اور جو بات انھوں نے بتائی اور قرآن وحدیث سے ان کی وہ بات موافقت نہیں رکھتی، مناسبت نہیں رکھتی، وہ بات چھوڑ دینا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو تھامنا اصل دین ہے، اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے ابھی لائٹ چلی گئی تھی، تو فوری طور پر کوئی موم بتی یا موبائل کی ٹارچ یا کوئی اور لائٹ جلا لیتا ہے، اسی طرح سے سورج غروب ہو گیا تو شام ہوتے ہی یہ ٹیوب لائٹس اور سی ایف ایل وغیرہ یہ لائٹیں جلاتے ہیں، کیوں؟ تاکہ اندھیرے کو دور کیا جائے، روشنی حاصل کی جائے، لیکن صبح جب سورج طلوع ہو جائے تو ہم کہیں کہ یہ تو بے وفائی ہوگی، کہ رات کے اندھیرے میں اس ٹیوب لائٹ نے روشنی دی تھی، ہم تو اسی کی روشنی سے فائدہ اٹھائیں گے، ہمیں سورج نہیں چاہئے، تو لوگ کہیں گے یہ تو بڑی حماقت ہے، اصل روشنی تو سورج کی ہے، یہ تو وقتی طور پر گذارے کے لئے جب روشنی نہیں ہے تو...''

وباللہ التوفیق، ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کون سے سال میں ایسا اندھیرا چھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کا سورج غروب ہو گیا تھا؟ اور پھر کون سے سن میں یہ سورج طلوع ہوا؟ اس کی وضاحت آپ نے نہیں فرمائی، آپ نے شاید غور نہیں کیا کہ آپ نے کتنی سخت بات اور کیسا خطرناک دعوی کر دیا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اگر آپ کسی بھی دور کو دینی اعتبار سے رات قرار دیتے ہیں تو یہ الحاد کی ایک شکل ہے، پھر آپ کو یہ بتانے کیلئے ڈھیروں جھوٹ گھڑنے پڑیں گے کہ دن کب ہوا؟ سورج کب نکلا اور یہ سورج کون تھا؟ اور آپ نے کس

دلیل سے اس کو سورج مانا ؟ میں نہیں جانتا کہ آپ کس کو سورج مانتے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چھا جانے والی رات سے امت کو نجات دلائی، اور نہ ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ کون سے دور کو آپ نے رات قرار دیا اور کیوں؟ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

اب آگے سنئے، کہ یہاں اصل چیز روشنی نہیں، بلکہ روشنی میں نظر آنے والی چیزیں اصل ہیں، مثال کے طور پر ہم نے موم بتی، یا ٹارچ کی روشنی میں ایک کبوتر دیکھا، اب دن نکلا، تو کیا اب صرف اس وجہ سے ہم اپنا موقف بدل ڈالیں کہ اب تو دن ہے، اب کیوں رات والی بات کا اعتبار کر رہے ہو، اب تو اسے باز قرار دیدو، میرے محترم کبوتر کو تو کبوتر ہی کہا جائے گا، دن ہو یا رات، مجھے حیرت ہے کہ آپ اتنی سی فقہ بھی نہیں سمجھ سکتے، پھر بھی امام ابوحنیفہؒ جیسے جبال العلم پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔

اصلی دین

آپ نے کہا ''اسی طرح سے اصل دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے سراجاً منیراً کہا، کہ آپ روشن چراغ ہیں، سورج کو بھی سراج کہا سراجاً وہاجاً، اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے کہا سراجاً منیراً، بڑے چمکتے ہوئے روشن سورج کے مانند ہیں آپ۔''

وباللہ التوفیق، ہم کہتے ہیں کہ عوام الناس یقیناً آپ کی اس بات کو مان لیں گے، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ کتاب وسنت کا معاملہ ایسا ہی جیسے ریاضی کا، کہ وہاں دو اور دو چار ہوتے ہیں، نہ اس میں حال احوال کا فرق ہے، نہ شخص وشخصیت کا، نہ موسم کا، حالانکہ دین کا معاملہ یہ نہیں، دین کا معاملہ ایسا ہے جیسے ذائقہ کا، میٹھا ایک ذائقہ کا نام ہے، لیکن میٹھا پانی، میٹھا دودھ، میٹھا شہد، میٹھا آم، سب کے ذائقے میٹھے ہونے کے باوجود الگ الگ ہیں، بلکہ صرف میٹھے آموں کا ذائقہ بھی نسل، موسم، علاقہ بدلنے سے مختلف ہوتا ہے، آپ صرف اس ایک ذائقہ کی بھی ریاضی

تصریح نہیں کر سکتے، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ایک سوال کے مختلف جوابات منقول ہیں، وہ جوابات کبھی تو پوچھنے والے کے حال کا فرق ملحوظ کرنے سے مختلف ہوئے، کبھی زمان ومکان کا فرق ملحوظ رکھنے کی بنا پر، اور کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی حدیث کو صحابۂ کرام کی ایک جماعت نے ایک معنی میں سمجھا تو دوسری جماعت نے دوسرے معنی میں۔

حدیث بنی قریظہ اس کی نہایت ہی واضح مثال ہے، امام بخاریؒ اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں، ''عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا لَمَّا رَجَعَ مِنْ الْأَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَدْرَكَ بَعْضَهُمْ الْعَصْرُ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّي لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذَلِكَ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ''

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم غزوۂ احزاب سے واپس ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا، تم میں سے کوئی عصر کی نماز ہرگز نہیں پڑھے گا، مگر بنی قریظہ پہنچ کر، اب ہوا یہ کہ کچھ لوگوں کو عصر کا وقت راستے میں ہی ہو گیا، تو ان میں سے کچھ نے کہا کہ ہم تو بنی قریظہ پہنچنے سے پہلے نماز نہیں پڑھیں گے، (یعنی انھوں نے نبی ﷺ کے ظاہری الفاظ پر عمل کو ترجیح دی) لیکن کچھ نے کہا کہ ہم تو نماز پڑھیں گے، کیونکہ رسول اللہ کی مراد یہ نہیں تھی (انھوں نے مراد پر عمل کو ترجیح دی) پھر اس معاملہ کا تذکرہ نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا گیا تو آپ نے ان میں کسی پر بھی خفگی نہیں کی۔

اب آپ فرمائیں کہ ان میں سے کون سے فریق نے حدیث پر عمل کیا اور کون سے نے حدیث کی مخالفت کی؟ کیونکہ آپ کے یہاں تو تیسرا کوئی امکان ہے ہی نہیں، جبکہ ان میں سے ایک نے الفاظ پر عمل کیا، دوسرے نے مراد پر، معلوم ہوا کہ امکان ایک یا دو نہیں بلکہ دو سے

زیادہ بھی ہو سکتے ہیں، اور آپ اس بات کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں، لیکن عوام الناس کو آپ علم ریاضی کے قواعد سے الجھا دیتے ہیں۔

ایک مثال

اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک ٹوکری میں آم رکھ دیئے، ایک نے امرود، ایک نے کیلا، ایک نے ناشپاتی، ایک نے سیب، اسی طرح کسی نے انار کسی نے خربوزہ تربوز رکھ کر دیئے کہ جس کو جو موافق آئے اسے کھائے، اب ایک اور شخص آیا، اس نے ملے ہوئے دال اور چاول لا کر رکھ دیئے، کہ ارے صاحب ان اتنی ساری چیزوں میں سے کس کس کو چھانٹتے پھروگے، میں نے تمہارے لئے اصل کھانا پیش کر دیا ہے، جو کہ چاول ہے، بس اس میں سے سفید سفید چاول چھانٹ کر کھالو، کالے رنگ کی دال کو الگ نکال کر رکھ دو، وجود اور گنتی میں تو واقعی یہ صرف دو چیزیں ہیں، ان میں سے بھی صرف ایک اصل ہے، لفظی اور ظاہری اعتبار سے تو یہ کام بڑا آسان ہے، لیکن حقیقت کیا ہے، یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔

آپ نے کہا ’’تو آپ کی حدیث نہ پہنچنے کی صورت میں جب لوگوں نے ان ائمہ سے کوئی مسئلہ پوچھا، تو انھوں نے اپنے علم کے مطابق بتایا کہ بھائی ایسا کرلو ایسا کرلو، یعنی انھوں نے تھوڑا سا چراغ جلایا، موم بتی جلادی، فانوس روشن کی، تھوڑی سی روشنی ہم کو دیدی، کہ بھئی آپ رستہ چلو، اور کام بن، گذر ہو جائے، لیکن اسی درمیان صبح ہوگئی، تو آپ کہو، میں تو یہ ٹارچ نہیں چھوڑوں گا، میں تو اس امام کی اقتدا کرونگا بس۔

تو یہ زیادتی ہے اسی چیز کو چھوڑنا عین دین جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں عطا کیا ہے‘‘ وباللہ التوفیق، ہم کہتے ہیں کہ یہ آپ نے ائمۂ کرام پر نہایت سفاک قسم کا الزام عائد کیا ہے، اس کا سیدھا سیدھا مطلب یہ ہے کہ ان ائمہ نے نعوذ باللہ کتاب وسنت کا علم نہ ہوتے ہوئے

محض اپنی ذاتی فکر سے مسائل بیان کر دیئے، اور اس طرح ''قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : من أفتى الناس بغير علم كان إثمه على من أفتاه '' کے مصداق ٹھہرے، اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھ عطا فرمائے، ہم اسے سبقت لسانی کی وجہ سے بلا ارادہ ہوگئی غلطی پر محمول کر لیتے اگر آپ کی جماعت کی جانب سے ائمہ کرام خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ذات پر دوسرے لگاتار حملے نہ ہوئے ہوتے، حقیقت یہ ہے کہ وہ آپ اور آپ کے مقتدا حضرات کے مقابلے میں سورج تھے، بھلے صحابہ کے مقابلے میں وہ ننھا سا دیا ہوں، اور آپ اپنے مقتداؤں سمیت ان کے سامنے ننھا سا دیا بھی نہیں، بلکہ ان کے مقابلے میں تو اگر آپ کو اندھیرا کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

خیر القرون

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، جسے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں وارد کیا ہے ''عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَكَانُوا يَضْرِبُونَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ'' حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، لوگوں میں سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر ان کے بعد والے، اور پھر ان کے بعد والے، پھر اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ کسی کی گواہی قسم سے پہلے، کسی کی قسم گواہی سے پہلے (یعنی بالکل بے باک ہونگے) ابراہیم (نخعیؒ) کہتے ہیں کہ ہمیں شہادت اور عہد کے معاملہ مار پڑتی تھی۔

(عَنْ)عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَنْذِرُونَ وَلَا يَفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمْ السِّمَنُ'' بخاري-(132/9)

عمران ابن حصینؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھران کے بعد والے، اور پھران کے بعد والے، عمران نے کہا مجھے یہ نہیں پتہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے بعد دو زمانوں کا ذکر فرمایا تھا یا تین کا، البتہ اس کے بعد آپ نے فرمایا، پھراس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو خیانت کریں گے، امانت داری ان میں نہ ہوگی، گواہی دیں گے حالانکہ گواہ نہیں بنائے جائیں گے، منتیں مانیں گے مگران کو پوری نہیں کریں گے، ان پر چربی چڑھی ہوگی۔

توسع اختیار کریں

الحمدللہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پہلے قریبی زمانے میں اور دیگر ائمہ کرام دوسرے اور تیسرے قریب میں ہیں، جسے ان کی تقلید چھوڑ کر بارھویں صدی کے شیخ صاحب کی تقلید اچھی لگتی ہے، یقیناً وہ اپنے فیصلے میں آزاد ہے، اسے اس پر عمل کرنے کا حق ہے، لیکن اسے یہ حق قطعاً حاصل نہیں کہ وہ خیر القرون کے لوگوں پر تنقید کرے، ان کی فقہ کو بے دینی کہے، ان کے ماننے والوں اور مقلدین کو گمراہ قرار دے، ان سے قتال کرے، ان کی مسجدوں میں فساد برپا کرے، آمین کو فساد کی نیت سے چیخ کر کہے، علمائے نجدیین کو اپنے ہم مسلکوں کو یہ ہدایات ضرور دینی چاہئیں کہ وہ ان اختلافی مسائل کو، فساد و نزاع کا آلہ نہ بنائیں، یقیناً علمائے احناف کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے کہ اگر کوئی نجدی آپ کی مسجد میں نماز ادا کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں، ہاں محبت کے ساتھ اس کو کہہ سکتے ہیں کہ آپ بھلے ہی جہری آمین کے قائل ہیں، لیکن اس میں

چلانے کی چنداں ضرورت نہیں، اس سے خلل اور نزع پیدا ہوتا ہے، لیکن ان کو ملامت کرنے، ڈانٹنے پھٹکارنے سے پرہیز واحتراز لازم ہے، جہاں تک ممکن ہو امت کو خلفشار وانتشار سے بچائیں، کوئی بھی بندہ آپ کی چیخ وپکار یا تشدد کی بنا پر اپنا مسلک نہیں چھوڑ دیگا، بلکہ اس کا مزاج جس راہ کو اپنے لئے مانوس و بے خطر سمجھے گا، اسی پر چلتا رہے گا، پھر اس نزاع سے سوائے نقصان کے کچھ بھی ہونے والا نہیں ہے، اپنی انرجی بیکار ضائع نہ کریں۔

ہم نے حتی الامکان اپنی بات کو واضح کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے صحیح دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

و آخر دعوانا أن الحمدلله رب العالمين وصلّى الله على محمد خاتم الأنبياء والمرسلين وعلى آله وأصحابه الميامين وعلى التابعين لهم بإحسان إلى يوم الدين.

محمد عمران مظاہری، دار العلوم منہاج الدعوہ الہیڑی، سہارن پور یوپی

۲۵/شعبان ۱۴۴۲ھ، مطابق ۸/اپریل ۲۰۲۱ م

9258773746

حالانکہ تقلید سے مبرا کوئی نہیں ، ہاں ائمہ کرام کی تقلید سے ضرور دامن جھاڑ سکتے ہیں ،لیکن تقلید کا مسئلہ عقائد کے اندر شامل نہیں ، ہم نہیں کہہ سکتے کہ جو شخص تقلید کو ناجائز کہتا ہے اسکے ایمان میں کوئی کمی ہے ،لیکن ہم یہ بھی نہیں مان سکتے کہ جو ائمہ کرام میں سے کسی کی تقلید کرتا ہے وہ مومن نہیں رہتا ، یا وہ بے دین ہو جاتا ہے ، یا اسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا احادیث کا مخالف کہا جانا چاہئے ، یہ تمام باتیں لغو اور امت میں خلفشار و فتنہ کا سبب ہیں ، مسالک کے درمیان اختلاف ہو جانا بالکل فطری امر بلکہ ایک ناگزیر ضرورت ہے ، اور یہ اختلاف امت کیلئے رحمت ہے ،لیکن ایسا اسی وقت تک ہے جبکہ یہ اختلاف بغض و عناد ، فتنہ و فساد تک نہ پہنچے ، جب تک علمائے کرام ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرتے رہیں ، اور اختلاف کو ایماندارانہ طور پر ، خالص دینی فکر کے تحت قائم رکھیں ، اس میں نہ اپنی ہٹ دھرمی کو جگہ دیں ، نہ کسی سے خدانا واسطے عناد کو عمل میں لائیں ، علمائے امت کے لئے کرنے کے اور بہت سے کام ہیں ، ان میں ہی اپنی صلاحیت و وسائل کو صرف کریں ، نہ کہ امت کے درمیان اختلاف کی آگ دہکانے میں ۔

